www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اسلام اور مغرب

محمد عطاء اللہ صدیقی

سیکولرازم کا سرطان

[پہلا حصہ]

سیکولرازم کا مفہوم

گذشتہ پانچ صدیوں کے دوران مغرب کی سیاسی فکر میں اہم ترین تبدیلی ریاستی اُمور سے مذہب کی عملاً بے دخلی ہے، یہی امر سیکولر یورپ کا اہم ترین فکری 'کارنامہ' بھی سمجھا جاتا ہے۔ اس بات سے قطع نظر...... کہ جدید یورپ میں کلیسا کے خلاف شدید ردِّعمل کے فکری اَسباب کیا تھے اور کلیسا اور ریاست کے درمیان ایک طویل محاذ آرائی بالآخر مؤخرالذکر کی کامل فتح پر کیونکر منتج ہوئی...... بیسویں صدی کے وسط میں استعماری یورپ کی سیاسی غلامی سے آزاد ہونے والی مسلمان ریاستوں میں بھی یہ سوال بڑے شدومد سے زیر بحث لایا گیا کہ مذہب کا ریاستی اُمور کی انجام دہی میں کیا کردار ہونا چاہئے۔ مسلمان ملکوں کا جدید دانشور طبقہ جس کی سیاسی فکر کی تمام تر آبیاری مغرب کے فکری سرچشموں سے ہوئی تھی، مسلمانوں کی ریاست میں اسلامی شریعت کو ایک سپریم قانون کی حیثیت دینے کو تیار نہ تھا، مذہب کے متعلق اپنے مخصوص ذہنی تحفظات کی وجہ سے وہ اسلام کو محض مسلمانوں کی انفرادی یا شخصی زندگی تک محدود دیکھنے کا خواہشمند تھا۔ وہ اسلام اور ریاست کے باہمی تعلق کو بھی مسیحی مغرب کے کلیسا اور ریاست کے تصادم کے تناظر میں بیان کرنے پر مصر تھا۔ یہی وجہ ہے کہ مسلم ممالک کے دینی طبقہ کے متعلق ان کے تاثرات کلیسا کے بارے میں مغربی دانشوروں کے تاثرات سے مختلف نہ تھے۔ مغرب کے کلیسا دشمن دانشوروں نے جس جذباتی انداز میں اہل کلیسا کو جارحانہ تنقید کا نشانہ بنایا تھا، تقریباً وہی ناقدانہ اسلوب مسلمانوں کے اس طبقہ جدید کا بھی تھا۔ وہ اپنے خود ساختہ مفروضات کی بنا پر شدید خدشات کا شکار تھے۔ ان کا خیال تھا کہ اگر اسلام کو ریاستی اُمور میں بالادستی عطا کردی گئی تو دینی طبقہ کلیسا کی طرح روشن خیالی، آزادیٔ اظہار اور ترقی پسندی کے تمام اِمکانات کو نہ صرف ختم کردے گا بلکہ روشن خیال طبقہ کو مذہبی آمریت کا تختۂ مشق بھی بنایا جائے گا۔ لہٰذا انہوں نے اسلام کی بجائے سیکولرازم کے نفاذ پر زور دیا۔ یہ طبقہ اَعدادوشمار کے لحاظ سے تو بہت قلیل تھا، لیکن مغربی استعماری طاقتوں کے سیاسی جانشین ہونے کی وجہ سے اِسے بے حد اثر و رسوخ حاصل تھا۔ ان کے خیالات، اُمنگیں اور فکری دھارے عوام کی اجتماعی فکر سے مطابقت نہیں رکھتے تھے۔ مسلمان عوام اسلام کے علاوہ کسی اور قانون کی برتری کا تصور تک قبول کرنے کو تیار نہ تھے۔ جدید طبقہ اور سوادِ اعظم کے نظریات میں اس واضح خلیج نے آزاد ہونے والی مسلم ریاستوں میں ایک نئے فکری تصادم کو جنم دیا، جس کی مختلف صورتیں آج بھی مسلم ریاستوں میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

پاکستان جسے اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا، یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ اس کی نظریاتی اَساس اور اسلامی تشخص کو ایک مخصوص لابی کی طرف سے مشکوک و متنازعہ بنانے کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔ ۱۱رجون کے اخبارات میں پاکستان کے وزیر داخلہ جناب معین الدین حیدر کی جانب سے نیویارک ٹائمز کو دیئے گئے ایک انٹرویو کے حوالے سے ان کا بیان شائع ہوا کہ ''پاکستان کو ترقی پسند، ماڈرن، بردبار اور سیکولر سٹیٹ ہونا چاہئے۔ وزیر داخلہ نے اپنے بیان میں یہ بھی کہا کہ حکومت ان ہزاروں مدارس کو کنٹرول کرنے کا فیصلہ کرچکی ہے جہاں نوجوانوں کو جہاد کی تربیت دی جارہی ہے اور جو مغرب کے خلاف نفرت پھیلا رہے ہیں۔ وزارتِ داخلہ نے دوسرے دن یہ وضاحت کرکے اپنی جان چھڑالی کہ وزیر داخلہ کے بیان کو خلط ملط کرکے پیش کردیا گیا ہے اور یہ کہ انہوں نے پاکستان کو سیکولر سٹیٹ بنانے کا نہیں کہا۔ مگر اس موضوع پر سیاستدانوں اور رائے عامہ کے حلقوں کی طرف سے فوری طور پر شدید ردّعمل کے بعد مسلسل اظہارِ خیال کا سلسلہ جاری ہے۔ اُردو اخبارات نے اپنے اداریوں میں واضح کیا ہے کہ سیکولرازم کا تصور مسلم قومیت اور نظریہ پاکستان سے صریحاً متصادم ہے۔ سیکولر طبقہ بھی حسب ِروایت اس بحث میں کود پڑا ہے، وہ مسلسل قوم کو سیکولرازم کا مفہوم سمجھانے میں مصروف ہے۔ ان کے خیال میں سیکولرازم کا مطلب، مذہب دشمنی یا لادینیت نہیں ہے بلکہ اس سے مراد ریاست کی مذہبی معاملات کے بارے میں غیر جانبداری اور بے نیازی ہے۔ وہ دین پسندوں کو مطعون ٹھہرا رہے ہیں کہ وہ سیکولرازم کے مفہوم تک سے واقف نہیں ہیں۔ انگریزی اخبارات میں چھپنے والے مضامین کا اسلوب بالخصوص یہی رَن لئے ہوئے ہے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ سیکولرازم کا مفہوم کیا ہے؟ کیا سیکولرازم اپنے لغوی و اصطلاحی معنوں میں اسلام یا نظریۂ پاکستان سے متصادم ہے؟ اور پھر ایک اہم سوال یہ بھی ہے کہ کیا پاکستان جیسی اسلامی تصور پر قائم ریاست سیکولرازم کی متحمل ہوسکتی ہے؟ یہ معاملہ بھی تحقیق طلب ہے کہ مغرب میں سیکولرازم کو فروغ کیونکر ہوا؟ مغرب میں مختلف اَدوار میں سیکولرازم سے کیا مطلب مراد لیا جاتا رہا اور آج کل عملی طور پر اس نظریے کے نفاذ کے کیا کیا مظاہر سامنے آئے ہیں؟ ان تمام سوالات کے جوابات درج ذیل سطور میں دینے کی کوشش کی گئی ہے:

سیکولرازم کا مطلب

ہم انگریزی زبان کے چند معروف مصادر و مآخذ، انسائیکلوپیڈیاز اور لغات کی روشنی میں سیکولرازم کے مطالب و مفاہیم کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں:

(1) آکسفورڈ ڈکشنری انگریزی زبان کی وسیع ترین ڈکشنری ہے جو پندرہ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ علمی اعتبار سے اس اہم ترین لغت میں مختلف الفاظ کے نہ صرف معانی بیان کئے گئے ہیں بلکہ ان معانی کو مزید واضح کرنے کے لئے مختلف اَدوار میں معروف مصنّفین کی طرف سے ان کے استعمالات بھی

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

بیان کیے گئے ہیں۔ راقم الحروف کے خیال میں 'سیکولر'، 'سیکولرازم' اور 'سیکولرائزیشن' جیسے الفاظ کے متعلق جس قدر مبسوط تشریح آکسفورڈ ڈکشنری میں ملتی ہے، کسی اور لغت میں نہیں ملتی، صرف 'سیکولر' کے لفظ کو دو صفحات پر بیان کیا گیا ہے۔ اس کے مطالب کی اِسم صفت (Adjective) اور اسم فاعل (Subject) کے دو واضح عنوانات کے تحت وضاحت کی گئی ہے اور پھر ان عنوانات کے مزید ذیلی عنوانات قائم کئے گئے ہیں، ان ذیلی عنوانات کو مختلف مصنفین کی طرف سے تحریر کردہ فقروں کی مثالوں سے بیان کیا گیا ہے۔ آکسفورڈ ڈکشنری کی تمام وضاحتوں کو لفظ بہ لفظ پیش کرنا تو شاید غیر ضروری ہے، البتہ اس کے اہم ترین حصوں کے ترجمے سے اس اہم لفظ کے اصل مفہوم تک پہنچا جاسکتا ہے۔ [جو قارئین سیکولرازم کے بنیادی لفظ سیکولر کا مطلب ومراد ملاحظہ کرنا چاہیں وہ حاشیہ میں دی گئی عبارت ملاحظہ کریں☆ جہاں 'سیکولر' کے لفظ کا اصول اور اصطلاحی مطلب آکسفورڈ ڈکشنری کی روشنی میں تفصیل سے درج کردیا گیا ہے......]

☆ **سیکولر** (Secular): (۱) یہ لاطینی زبان کے لفظ Seculeer یا Seclert کی بدلی ہوئی انگریزی شکل ہے۔ اس کے کئی مطالب اور اَشکال ہیں۔ معروف ترین مطلب "The World" یعنی 'دنیا' ہے جو چرچ کے مقابلے میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اسم صفت کے طور پر اسکے سات درج ذیل مطالب ہیں: (i) Of or Pertaining to the World
یعنی ''دنیا کے متعلق یا دنیاوی'' اس کی مزید تشریح یوں کی گئی ہے:

Of members of clerg: Living in the World and not in monastic seclusion, as distinguished from regular and 'religi ons'

''سیکولر سے مراد کلیسا کے وہ اَرکان ہیں جو راہبانہ خلوتوں کی بجائے عام لوگوں کے درمیان رہتے ہوں، اس اعتبار سے وہ ریگولر (باقاعدہ) اور مذہبی لوگوں سے متمیز ہیں''

اسی طرح اس کے دیگر استعمالات کچھ یوں تھے مثلاً: ''سیکولر قانون'' وغیرہ ایک ایسا شخص جو راہب کے فرائض تو انجام نہیں دیتا تھا مگر ریونیو کا کچھ حساب رکھتا تھا، اسے "Secular Abbor" کہا جاتا تھا۔ پادریوں کے ایک خاص طبقے کو بھی 'سیکولر پادری' کہا جاتا تھا، انہیں Gospel (صحیفہ) کی تعلیم کی اجازت نہیں تھی۔ ۱۷۸۲ء میں ایڈنڈبرگ کہتا ہے:

The Secular clergy are Universally fallen into such Contempt etc.

''سیکولر کلرجی کو عالمی سطح پر نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے''

سیکولر پادری، کلیساؤں میں رہائش نہیں رکھتے تھے، گویا وہ ریذیڈنٹ کلرجی (رہائشی پادری) سے مختلف تھے۔

(۲) اسم صفت کے لحاظ سے 'سیکولر' کا دوسرا مطلب ہے:

"Belonging to the World and its affairs as distingueshed from the church and religion; Civil lay temproal. Chiefly used as a negative term with the meaning non-ecclesiastical, non-religions or non-sacred."

''دنیا اور اُمورِ دنیا سے متعلق، چرچ اور مذہب کے اُمور سے مختلف، یعنی شہری، عام اور اس مادّی دنیا سے متعلق (اُمور)، یعنی غیر روحانی، غیر مذہبی، اور غیر مقدس''

سیکولر مسلح گروہ (Secular Arm) ایسے افراد پر مشتمل ہوتا تھا، جسے پرانے زمانے میں چرچ مجرموں کو سزائیں دینے کے لئے استعمال کرتا تھا، چرچ کے ارکان (Clergy) کو کوئی سیکولر عہدہ لینے کی اجازت نہ تھی۔ ۱۶۷۳ء کے ایک مضمون کی یہ سطر ملاحظہ ہو:

"I intend not here to speak of religion at all as a divine, but as a mere secular man."

یعنی ''میں مذہب کے بارے میں ایک خدا رسیدہ شخص کے طور پر نہیں بلکہ ایک سیکولر (عام) آدمی کی حیثیت سے بات [illegible] ایک عام [illegible] لیا گیا ہے۔ ⇦

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

سیکولرازم

آکسفورڈ ڈکشنری میں سیکولرازم کی تعریف درج ذیل الفاظ میں کی گئی ہے:

"The doctrine that morality should be based solely on regard to the well-being of mankind in the present life, to the exclusion of all consederations draum from belief in God or in a fututure state."

⇦ جے۔ایچ نیومین (۱۸۷۳ء) لکھتا ہے "Bishops were now great seular magistrates"
یعنی "بشپ اب بہت بڑے سیکولر مجسٹریٹ بھی بن گئے" ...... Tennyson (۱۸۷۵ء) کوئین میری پر نظم میں کہتا ہے:

"A Secular kingdon is but as the body laching a soul."

یعنی "ایک سیکولر سلطنت کی مثال ایسے ہے جیسے ایک جسم روح کے بغیر"

(ii) ایک ایسا ادب، تاریخ، آرٹ (موسیقی) یا مصنّفین اور فنکار جو مذہب سے نہ ہی متعلق ہوں نہ ہی جن کا مقصد مذہب کی خدمت بجالانا ہو، ان تمام کو 'سیکولر' کا نام دیا جاتا ہے:

(iii) سیکولر تعلیم کے بارے میں آکسفورڈ ڈکشنری کے الفاظ ہیں:

"Of education instruction, Relating to non-religions subjects. In recent use often in plying the exclusion of religions teaching from education."

"ایک تعلیم سیکولر سے مراد ایسی تعلیم ہے جو غیر مذہبی مضامین پر مشتمل ہے، حالیہ استعمال میں اس سے مراد یہ لی جاتی ہے کہ تعلیم سے مذہبی تعلیمات کو یکسر نکال دیا جائے"

(۳) سیکولر کا بطور اسم صفت تیسرا مطلب یہ ہے:

"Of or belonging to the present of visible world as distinguished from the eternal or spiritual world: temporal, worldly."

"اس دنیا کی یا اس دنیا کے بارے میں یا ظاہری آنکھ سے دیکھی جانی والی دنیا جو ابدی یا روحانی دنیا سے مختلف ہے: مادّی، یا دنیاوی" سیکولر کا ایک مطلب یہ بھی ہے:

"Caring for the present world only: un spiritual."

یعنی "صرف اس مادّی دنیا کا ہی خیال رکھنا: غیر روحانی"

(۴) آکسفورڈ ڈکشنری کے مطابق سیکولر کا ایک استعمال یوں بھی کیا جاتا ہے:

"Pertaining to or accepting the doctrine of secularism- secularistic."

یعنی "سیکولرازم کے متعلق یا سیکولرازم کا نظریہ قبول کرنا، سیکولر پسندانہ"

۱۸۵۲ء کے لگ بھگ انگلینڈ میں سیکولر خیالات کی ترویج کے لئے مختلف شہروں میں تنظیمیں بھی قائم کی گئی جنہیں "سیکولر سوسائٹی" کا نام دیا گیا۔

(۵) بعض ایسے واقعات یا کھیلوں کے انعقاد کے لئے بھی 'سیکولر' کا لفظ استعمال کیا گیا جو کسی خاص زمانہ سے تعلق رکھتے ہیں مثلاً سیکولر گیم..... قدیم روم میں ۱۲۰ سال کے بعد تین دن اور تین راتوں تک جاری رہنے والے کھیلوں کو "سیکولر گیم" کا نام دیا گیا۔ ⇦

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

''یہ نظریہ کہ اخلاقیات کی بنیاد صرف اس مادّی دنیا میں انسانیت کی فلاح کے تصور پر قائم ہونی چاہئے، خدا پر ایمان یا اُخروی زندگی کے متعلق تمام تر تصورات کو اس میں سرے سے کوئی عمل دخل نہ ہو''

مندرجہ بالا تعریف کو مزید یوں واضح کیا گیا ہے:

سیکولرازم ایسے قطعی طور پر واضح نظامِ عقائد (سسٹم آف میتھ) کا نام ہے جسے معروف دانشور جی. جے ہولی اوک (G.J.Holyoake) (۱۸۱۷ء تا ۱۹۰۶ء) نے بھرپور طریقے سے متعارف کروایا۔

(ب) ۱۸۵۴ء میں ہولی اوک نے اپنی ایک تحریر میں سیکولرازم کو عوام کا عملی فلسفہ قرار دیا۔ اس نے اپنی بات کو واضح کرتے ہوئے کہا:

"The term secularism has been chosen as expressing a certain positive and ethical element which the terms "infidel' sceptic' 'Atheist' do not express."

یعنی ''سیکولرازم کی اصطلاح کا انتخاب اس لئے کیا گیا ہے تاکہ ایک خاص مثبت اور اخلاقی عنصر کو واضح طور پر بیان کیا جاسکے جو 'کافر'، 'شکی مزاج' اور 'ملحد' جیسی اصطلاحات کے استعمال سے واضح نہیں ہوتا''

(۲) آکسفورڈ لغت میں سیکولرازم کی دوسری تعریف یوں کی گئی ہے:

"The view that education or the education provided at the public cost, should be purely secular."

''یہ نقطہ نظر کہ تعلیم، یا وہ تعلیم جو عوام کے خرچ پر دی جائے، اسے خالصتاً سیکولر ہونا چاہئے''

سیکولرازم کے قریب قریب انگریزی زبان میں ایک اور لفظ **Secularity** بھی ہے۔ آکسفورڈ ڈکشنری میں اس کا ایک مطلب یہ بیان کیا گیا ہے:

"Worldliness, absence of religions principle or feeling."

یعنی ''دنیاداری، مذہبی اُصولوں یا جذبات کا معدوم ہونا''

☆ اسی طرح ایک اور اصطلاح **"Secularization"** بھی ہے۔ اس کے تین مختلف معانی

⇨ اسم صفات کے اعتبار سے آکسفورڈ ڈکشنری میں 'سیکولر' کے چند ایک اور بھی مطالب درج کیے گئے ہیں، جنہیں طوالت کے خوف سے نظر انداز کیا جاتا ہے۔ مندرجہ بالا مطالب 'سیکولر' کا مفہوم سمجھنے میں خاصی حد تک معاونت کرتے ہیں

☆ اسم فاعل کے اعتبار سے 'سیکولر' کے تین معانی بیان کئے گئے ہیں:

a) "On of the secular clergy, as distinguished from a"regular"" or monk."

وہ جو سیکولر کلرجی کا رکن ہو، یا جو ایک ''باقاعدہ رکن یا راہب سے مختلف ہو''

b) "A Jesuit Lay brother." ''اس سے مراد، ایک عام جسیوت برادر ہے''

c) "One who is engaged in the affairs of the worldas disticit from the church; a layman."

''جو دنیاوی اُمور سے وابستہ ہو، چرچ سے نہیں، یعنی ایک عام ''شخص''

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

دیئے گئے ہیں مثلاً

(۱) اس سے مراد مذہبی یا روحانی اداروں کو سیکولر اداروں کی تحویل میں دینا یا ان کا استعمال سیکولر بنانا۔

(۲) قانون کی مذہبی خصوصیت کو سیکولر (مادّی) رنگ دینا، تعلیمی نصاب یا فنونِ لطیفہ کو مذہب سے آزاد کرانا یا تعلیم کا سیکولر مضامین تک ہی محدود کرنے کا عمل۔

(۳) ایک مذہبی یا باقاعدہ (ریگولر) کو سیکولر میں بدل دینا۔

مندرجہ بالا سطور میں آکسفورڈ ڈکشنری میں سیکولر، سیکولرازم اور سیکولرائزیشن کی اصطلاحات کے بارے میں درج شدہ معلومات کے اہم حصے بیان کیے گئے ہیں۔ ان میں صرف بنیادی مطالب اور مفاہیم کو ہی لیا گیا ہے۔ بہت ساری وضاحتوں یا تفصیلات کو نظر انداز کردیا گیا ہے۔

درج ذیل سطور میں انگریزی زبان کے چند مزید انسائیکلو پیڈیا (موسوعات) اور لغات سے سیکولرازم کی تعریف وتوضیح کو یکجا کردیا گیا ہے تاکہ متنوع حوالہ جات سے اس انتہائی اہم اصطلاح کی تفہیم میں زیادہ آسانی پیدا ہو۔

انسائیکلو پیڈیا بریٹانیکا جلد۹، (پندرھواں ایڈیشن) میں سیکولرازم کی وضاحت ملاحظہ کیجئے:

''سیکولرازم سے مراد ایک ایسی اجتماعی تحریک ہے جس کا اصل ہدف اُخروی زندگی سے لوگوں کی توجہ ہٹا کر دنیوی زندگی کی طرف مرکوز کرانا ہے۔ قرونِ وسطیٰ کے مذہبی میلان رکھنے والے افراد میں دنیاوی معاملات سے متنفر ہوکر خداوندِ قدوس کے ذکر اور فکرِ آخرت میں انہماک و استغراق کا خاصا قوی رجحان پایا جاتا تھا۔ قرونِ وسطیٰ کے اس رجحان کے خلاف ردّعمل کے نتیجے میں نشاۃِ ثانیہ کے زمانے میں سیکولرازم کی تحریک انسان پرستی (ہیومن ازم) کے ارتقا کی شکل میں رونما ہوئی، اس وقت انسان نے انسانی ثقافتی سرگرمیوں اور دنیاوی زندگی میں اپنی کامیابیوں کے اِمکانات میں پہلے سے زیادہ دلچسپی لینی شروع کی۔ سیکولرازم کی جانب یہ پیش قدمی تاریخ جدید کے تمام عرصہ کے دوران ہمیشہ آگے بڑھتی رہی او راس تحریک کو اکثر مسیحیت مخالف اور مذہب مخالف (Anti-Religion) سمجھا جاتا رہا''

(2) Lobister کی ''ڈکشنری آف ماڈرن ورلڈ'' میں سیکولرازم کی تعریف دو حصوں میں ان الفاظ میں کی گئی ہے:

(۱) ''دنیوی روح یا دنیوی رُجحانات وغیرہ بالخصوص اُصول وعمل کا ایسا نظام جس میں ایمان اور عبادت کی ہر صورت کو ردّ کردیا گیا ہو''

(۲) ''یہ عقیدہ کہ مذہب اور کلیسا کا اُمورِ مملکت اور عوام النّاس کی تعلیم میں کوئی عمل دخل نہیں ہے''

(3) ''نیو تھرڈ ورلڈ ڈکشنری'' میں سیکولرازم کی تعریف ان الفاظ میں دیکھی جاسکتی ہے:

''زندگی یا زندگی کے خاص معاملہ سے متعلق وہ رویہ جس کی بنیاد اس بات پر ہے کہ دین یا دینی معاملات کا حکومتی کاروبار میں دخل نہیں ہونا چاہیے یا یہ کہ مذہبی معاملات کو نظامِ حکومت سے ارادتاً

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

دور رکھنا چاہئے۔ اس سے مراد حکومت میں خالص لادینی سیاست ہے۔ دراصل سیکولرازم اَخلاق کا ایک اجتماعی نظام ہے جس کی اساس اس نقطہ نظر پر ہے"

مندرجہ بالا سیکولرازم کے متعلق وضاحتوں، مفاہیم اور تعریفات کی روشنی میں سیکولرازم کا مختصراً مفہوم جو سامنے آتا ہے، اس کے اہم ترین پہلو درج ذیل ہیں:

۱۔ سیکولرازم ایک ایسا نظریہ ہے جو اُلوہی، روحانی اور الٰہیاتی اُمور کی بجائے دنیاوی، مادّی، غیر روحانی، غیر مذہبی اور غیر مقدس اُمور پر توجہ مرکوز کرنے کی دعوت دیتا ہے۔

۲۔ سیکولرازم درحقیقت قرونِ وسطیٰ میں کلیسا کی مذہبی انتہاپسندی کے خلاف شدید ردّعمل تھا۔

۳۔ سیکولرازم کا نظریہ دین و سیاست یا چرچ اور ریاست کی مکمل تفریق پر مبنی ہے۔ سیکولر ریاست میں مذہب کو کوئی عمل دخل نہیں ہوتا۔

۴۔ سیکولرازم ایسا نظام ہے جو ایمان اور عبادت کی کسی صورت کو قبول نہیں کرتا، بلکہ ان کی شدت سے مخالفت کرتا ہے۔ لہٰذا سیکولرازم اپنے مزاج کے اعتبار سے مذہب مخالف یا دوسرے الفاظ میں 'لادین' نظریہ ہے۔

سیکولرازم کا اُردو میں ٹھیک ترجمہ کیا ہے؟

اس سوال کے متعلق آج کل ہمارے اخبارات میں نئے سرے سے بحث کی جارہی ہے۔ اردو میں عام طور پر اس کا مطلب "لادینیت" کیا جاتا ہے، مگر ہمارے 'دانشور' "لادینیت" کو سیکولرازم کے 'مترادف' کے طور پر قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ انگریزی صحافت کے معروف ترین 'دانشور' جناب اردشیر کاؤس جی (پارسی) نے اپنے ایک حالیہ کالم میں سیکولرازم کے موضوع پر قلم اٹھایا ہے۔ اس میں من جملہ دیگر باتوں کے ان کا ارشاد ہے:

"اردو زبان میں کوئی واحد لفظ ایسا نہیں ہے کہ جس سے 'سیکولر' کا ترجمہ کیا جاسکے"
(روزنامہ "ڈان" ۲۵ رجون ۲۰۰۰ء)

روزنامہ پاکستان میں تنویر قیصر اردو زبان کی اس مبینہ تہی دامنی پر یوں اظہارِ افسوس کرتے ہیں:

"یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ اُردو زبان میں کوئی ایسی لغت ابھی تک مرتب نہیں کی جاسکتی ہے جو ہمیں سیکولرازم کی جامع اور واضح تعریف بتاسکے۔ ہمارے ذہنوں میں اس لفظ کے بارے میں جو شکوک و شبہات ہیں، ان کا اِزالہ کرسکے۔ لے دے کے ہمارے پاس مقتدرہ قومی زبان کی شائع کردہ لغت، "قومی انگریزی اُردو لغت" ہے جس کی تدوین معروف اور معزز سکالر جناب ڈاکٹر جمیل جالبی نے کی ہے۔ اس لغت کے تیسرے ایڈیشن (۱۹۹۶ء) میں سیکولرازم کا مطلب یوں بیان کیا گیا ہے، "لادینی جذبہ یا رجحانات بالخصوص وہ نظام جس میں جملہ مذہبی عقائد واَعمال کی نفی ہوتی ہے، اسے مزید یوں واضح کیا گیا ہے: یہ نظریہ کہ عام تعلیم اور معاشرتی مانند بود کے معاملات میں مذہبی عنصر کو دخیل نہیں ہونا چاہئے" (روزنامہ پاکستان: ۱۴رجون ۲۰۰۰ء)

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

معلوم ہوتا ہے کہ فاضل کالم نگار ڈاکٹر جمیل جالبی جیسے نابغۂ عصر اور اُردو زبان کے جید عالم کی مذکورہ بالا سیکولرازم کی تعریف سے کچھ زیادہ مطمئن نہیں ہیں۔ اسی لئے وہ برطانوی خاتون اخبار نویس ایماڈنکن، ('بریکنگ دی کرفیو' کی مصنفہ) کی اس مسئلہ کے متعلق رائے کا جواب دیتے ہیں، وہ لکھتی ہے:

> ''پاکستان میں مذہب کے لئے جو بڑی لڑائی لڑی جارہی ہے، اس کے حوالے سے اردو میں کوئی لفظ موجود نہیں ہے۔ مثلاً سیکولرازم کا اُردو میں کوئی ترجمہ نہیں ہے۔ پاکستان کے مذہبی طبقات اور مولوی حضرات سیکولرازم کی مخالفت تو کرتے ہیں، مگر انہیں اس لفظ کے معنی نہیں آتے۔''

ایماڈنکن مزید لکھتی ہے:

> ''اُردو میں 'سیکولر' اور 'سیکولرازم' کا جو قریب ترین ترجمہ رائج ہے وہ 'لادین' اور 'لادینیت' ہے...... 'لادینیت' کو 'سیکولرازم' کے مترادف اور ہم معنی کے طور پر استعمال نہیں کیا جاسکتا۔ سیکولرازم کا درست مطلب ہے: مذہبی غیر جانبداری۔ وہ لکھتی ہے کہ پاکستان میں ایک بڑے ادیب نے مجھے بتایا کہ جب ہم پہلے پہل سیکولرازم کے بارے میں لکھنا چاہتے تھے تو بھی لفظ ''سیکولرازم'' اردو میں لکھ دیتے تھے کیونکہ اردو زبان میں اس کا ہم معنی یا مترادف موجود ہی نہیں لیکن مذہبی حلقوں نے سیکولرازم کے لفظ کو ناپسندیدہ قرار دے کر مسترد کردیا اور اس کی جگہ 'لادینیت' لفظ کی سرپرستی شروع کردی اور اب گذشتہ دس برسوں سے یہ لفظ اخباروں میں دیکھنے میں نہیں آتا۔ اس کی جگہ 'لادینیت' رائج ہوچکا ہے'' (حوالہ ایضاً)

تنویر قیصر صاحب نے نجانے برطانوی صحافی ایماڈنکن کا مذکورہ بالا طویل اِقتباس اس اصطلاح کے اُردو مترادف کے بارے میں ابہام کو دور کرنے کے لئے یا اس ابہام کو مزید بڑھانے کے لئے درج کیا ہے۔ ایماڈنکن کا معاملہ تو سمجھ میں آتا ہے کہ اُردو زبان کے مترادفات کے بارے میں اس کا مبلغ علم اتنا ہی جتنا کہ اسے ہمارے سیکولر دانشوروں نے ملاقاتوں کے دوران 'چوگا' دیا ہوگا۔ مگر ہمارے صحافی حضرات کا یہ کہنا کہ اردو میں سیکولرازم کا کوئی مترادف ہی نہیں ہے، بے حد حیران کن امر ہے۔ ایماڈنکن نے اہل پاکستان کو ان کی 'جہالت' پر متنبہ کرتے ہوئے انہیں درس دیا ہے کہ 'سیکولرازم' کا درست مطلب ''مذہبی غیر جانبداری'' ہے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی جہالت یا انگریزی لغت مرتب کرنے والے ماہرین لسانیات (Lexico Graphers) کی 'جہالت' کے بارے میں آگاہ نہیں ہیں۔ سیکولرازم کا درست مطلب اگر اردو زبان میں واقعی ''مذہبی غیر جانبداری'' ہے تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ انگریزی لغات اور انسائیکلو پیڈیا میں سیکولرازم کی وضاحت کے ضمن میں "Religions inspartiality" یا کم ازکم "Religions indifference" جیسے الفاظ آخر استعمال کیوں نہ کیے گئے۔ انہی لغات میں سیکولرازم کے لئے Anti-Religion کے واضح الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ ایماڈنکن یا ہمیں پاکستان کے کوئی روشن خیال دانشور ہی سمجھائیں کہ ہم انگریزی زبان کی معروف لغات کے مقابلے میں

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ان کی سیکولرازم کی خانہ زاد، خودساختہ اور ساقط الاعتبار وضاحت کو کس منطق کے مطابق قبول کریں۔ اور پھر ایما ڈنکن اور وہ صاحب جنہوں نے اسے بتایا کہ اُردو زبان میں مذہبی طبقہ نے سیکولرازم کے لئے 'لادینیت' کی اصطلاح کو رواج دیا، اگر ذرا سا غور کریں تو انہیں اس سطحی الزام تراشی پر خود ہی شرم محسوس نے لگے گی۔ ڈاکٹر جمیل جالبی صاحب جیسے اُردو زبان وادب کے عظیم دانشور، جو فکری اعتبار سے سیکولر ہیں، اگر اپنی مرتب کردہ لغت میں سیکولرازم کے لئے "لادینی جذبہ" جیسے الفاظ استعمال کرتے ہیں، تو پھر مذہبی طبقہ کو مطعون کیوں ٹھہرایا جاتا ہے۔ کیا کوئی سیکولر دانشور یہ فرض کرسکتا ہے کہ ڈاکٹر جمیل جالبی صاحب جیسا لسانیات کا بحرِ ذخار اس معاملہ میں کسی غیر ذمہ دارانہ اور غیر ثقہ ترجمہ کو پیش کرسکتا ہے۔

یہ بات درست نہیں ہے کہ اُردو زبان میں سیکولرازم کا مترادف موجود نہیں ہے۔ ڈاکٹر سید عبداللہ کی زیرنگرانی مرتب کیے جانے والے "اردو معارف اسلامیہ" جو پنجاب یونیورسٹی نے شائع کیا (۱۹۷۲ء) کی جلد ۹ صفحہ ۴۴۶ پر سیکولرازم کا ترجمہ "دُنیویت" کیا گیا ہے۔ انگریزی لغات میں سیکولرازم کی درج شدہ چند وضاحتوں کو پیش نظر رکھا جائے تو "دنیویت" بھی بہت مناسب مترادف معلوم ہوتا ہے۔ بالخصوص "Worldliness" کا بھی ترجمہ ہی مناسب ہے۔ عالم اسلام کے نامور مفکر مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ جن کی عربی اور اردو زبان میں تصنیفات کا ایک زمانہ معترف ہے، انہوں نے اپنی تحریروں میں سیکولرازم کے لئے "نامذہبیت" کا مترادف استعمال کیا ہے۔ ان کی معروف تصنیف "عالم اسلام میں مغربیت اور اسلامیت کی کشمکش" میں متعدد مقامات پر "نامذہبیت" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ البتہ کہیں کہیں انہوں نے "لادینیت" کا لفظ بھی استعمال کیا ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ زبان وادب کے اتنے بڑے شاہ سوار اور مایہ ناز ادیب نے "نامذہبیت" اور "لادینیت" کے الفاظ کیا محض تہذیب مغرب کے خلاف کسی تعصب کی بنا پر استعمال کیے ہیں؟ سید ابوالحسن علی ندوی کے متعلق اس طرح کا سوئے ظن کوئی بہت بڑا بدباطن ہی پال سکتا ہے۔

عربی زبان جو اُردو زبان کا بہت بڑا سرچشمہ ہے۔ اردو زبان کے ہزاروں خوبصورت الفاظ اور تراکیب کا اصل منبع و مصدر عربی زبان ہی ہے۔ امتِ مسلمہ کا عظیم ترین لٹریچر بھی اسی مقدس زبان میں موجود ہے جس میں "قرآنِ عربی" نازل فرمایا گیا۔ عربی زبان کی فصاحت ضربُ المثل ہے۔ عالم عرب کے معروف سیکولر دانشور سیکولرازم کا ترجمہ العلمانیة کرتے ہیں۔ ان میں سے بھی کسی نے اس کا ترجمہ "مذہبی غیر جانبداری" نہیں کیا۔ مگر عربی زبان کے دین پسند دانشوروں نے عرب سیکولر طبقہ کی جانب سے سیکولرازم کے لئے 'علمانیت' کے مترادف کو غلط قرار دیا ہے۔ عالم عرب کے شہرۂ آفاق مصنف علامہ یوسف قرضاوی نے اپنی کتاب "سیکولرازم اور اسلام" میں سیکولرازم کے معانی ومطالب پر مفصل روشنی ڈالی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

''اب دیکھنا یہ ہے کہ 'سیکولرازم' کا کیا مفہوم ہے؟ اس کے لئے عربی زبان میں 'علمانیت' کا لفظ مستعمل ہے جو کہ انگریزی Secularism، فرانسیسی Secularite کا ترجمہ ہے۔ مگر یہ ترجمہ غلط ہے اس لئے کہ لفظ عِلم یا اس کے مشتقات کا سیکولرازم سے قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے۔ علم کا مترادف انگریزی اور فرانسیسی میں Science ہے جو مسلک یا فکر سائنس کی جانب منسوب ہوا، اسے Scientism کہا جاتا ہے اور علم کی جانب انگریزی میں نسبت ہو تو انگریزی میں اسے Scientific کہا جاتا ہے''

وہ اس موضوع پر علمی بحث کے بعد یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں:

''بحرحال سیکولرازم کا صحیح ترجمہ 'لادینی' یا 'دنیاوی' ہے۔ دنیاوی نہ صرف ان معنوں میں کہ یہ اُخروی کے بالمقابل ہے بلکہ ان مخصوص معنوں میں کہ ایسا دنیاوی رویہ جن کا دین سے کوئی تعلق نہ ہو یا اگر کوئی تعلق ہو تو یہ تعلق تضاد کا تعلق ہو۔ عربی زبان میں سیکولرازم کا ترجمہ ''علمانیت'' اس لئے کیا گیا ہے کہ ترجمہ کرنے والے 'دین' اور 'علم' کا وہی مفہوم سمجھتے ہیں جو ان الفاظ کا مسیحی دنیا میں سمجھا جاتا ہے۔ مغرب میں دین اور علم دو متضاد الفاظ ہیں یعنی ان کے یہاں جو بات دینی یا مذہبی ہو وہ علمی نہیں ہوسکتی اور علمی بات دینی نہیں ہوسکتی۔ غرض ان کے یہاں علم اور عقل دین کے بالمقابل اور اس کی ضد ہیں اور اسی طرح 'علمانیۃ' اور 'عقلانیت' ایسے رویے ہیں جو دین کے برعکس ہیں'' (صفحات: ۴۹۔۵۱)

مشہور مستشرق آربری اپنی کتاب ''مشرقِ وسطیٰ میں مذہب'' میں لکھتا ہے:

''مادّی علمیت، انسانیت، طبیعی مذہب اور وضعیت سب لادینیت (سیکولرازم) کی صورتیں ہیں اور لادینیت یورپ اور امریکہ کا ایک نمایاں وصف ہے۔ اگرچہ یہ مظاہر مشرقِ اوسط میں بھی موجود ہیں لیکن انہیں کوئی فلسفیانہ رُخ یا متعین اَدبی رخ نہیں ملا۔ اس کا حقیقی نمونہ جمہوریہ ترکیہ میں مذہب وحکومت کی تفریق ہے''

پاکستان کے سیکولر دانشور سیکولرازم کا ترجمہ ''مذہبی غیر جانبداری'' اگر بتلاتے ہیں تو اس کی وجہ یہ نہیں کہ لغوی اور اصطلاحی اعتبار سے یا عملی اعتبار سے سیکولر ریاست غیر جانبدار ہوتی ہے۔ وہ بخوبی سمجھتے ہیں کہ پاکستان میں کسی ''لادینی'' یا ''غیر مذہبی'' ریاست کا اس جرات مندی سے مطالبہ کرنا ممکن نہیں ہے جس طرح کہ یورپ میں۔ یہاں اس طرح کے مطالبہ کو نہ صرف مسترد کردیا جائے گا بلکہ اس کے خلاف شدید ردِّعمل بھی سامنے آسکتا ہے، اسی لئے وہ اسلام کی کھلم کھلا مخالفت کا خطرہ مول نہیں لے سکتے۔ وہ نظریاتی طور پر 'لادین' ہی ہیں مگر اپنے نظریے سے ان کی وابستگی اتنی شدید نہیں ہے کہ وہ اس کے لئے اپنی جانوں کا نذرانہ بھی پیش کرسکیں۔ عالم اسلام میں ترکی سیکولر ریاست کی نمایاں ترین مثال ہے۔ وہاں جس 'غیر جانبداری' کا مظاہرہ کیا گیا ہے، اس کی داستانیں زبان زدِ عام ہیں۔ اس نام نہاد غیر جانبدار (سیکولر) ریاست میں ایک خاتون رکن پارلیمنٹ کو محض اس لئے برداشت نہیں کیا جاتا کہ اس نے سر پہ سکارف

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اوڑھ رکھا ہے۔ گذشتہ سال ترکی پارلیمنٹ کی خاتون رکن محترمہ مَروۃ کی اسمبلی کی رُکنیت اس 'جرم' کی پاداش میں منسوخ کردی گئی اوران کی شہریت ختم کردی گئی۔ وہ اب دربدری کا دکھ سہہ رہی ہیں۔ سیکولر ازم کا اگر مزید مفہوم سمجھنا ہوتو پاکستان کے مادر پدر آزاد دانشوروں اور صحافیوں کی تحریریں پڑھ لی جائیں۔ اسلام اور اہل اسلام کے خلاف جوشدید نفرت اور حقارت ان کی تحریروں میں ملتی ہے، وہ اس بات کا ناقابل تردید ثبوت ہے کہ سیکولرازم کا جومفہوم ان کے اپنے ذہنوں میں ہے اس کے لئے ''لادینیت'' بلکہ بعض انتہاپسندافراد کی صورت میں ''دہریت'' کے الفاظ ہی صحیح مترادفات ہیں۔

پاکستان کے ایک سیکولر دانشور عزیز صدیقی صاحب جن کا حال ہی میں انتقال ہوا ہے، اپنے ایک مقالے میں لکھتے ہیں:

> ''ہر ملک کے آئین میں اس امر کا اعلان واشگاف طور پر ہونا چاہیے کہ اس کے تمام شہری اور مذہبی، نسلی اور لسانی گروہ قانون کی نظر میں برابر ہیں اور انہیں برابر کی سطح پر اور پوری آزادی کے ساتھ ہم آہنگی کے ماحول میں ترقی کرنے کے مواقع حاصل ہیں۔ دوسرے الفاظ میں ریاست کو لفظی اور معنوی دونوں لحاظ سے سیکولر ہونا پڑے گا۔ ایک بے عمل ریاست کے بعد بدترین منافرت پیدا کرنے والی ریاست وہ ہے جو اپنے عمل میں جانبدار ہے اور جو حکومت غیر سیکولر ہے وہ صریحاً جانبدار ہے۔ چنانچہ ریاست کی یہ ذمہ داری ہونی چاہیے کہ وہ علم، آگہی اور معقولیت کا ایسا ماحول پیدا کرے جس میں عصبیت پر مبنی اُصول اور تشدد کے حربے بالعموم ناپسند کئے جانے لگیں''
> (پاکستانی معاشرہ اور عدم رواداری: مرتب حسن عابدی، صفحہ نمبر ۶۴)

سیکولرازم کے حامیوں کے دوہرے معیار

عزیز صدیقی صاحب جن معنوں میں سیکولر ریاست کو غیر جانبدار سمجھتے ہیں، ان معنوں میں ایک اسلامی ریاست بھی غیر جانبدار ہوتی ہے۔ اس میں قانون کی حکمرانی کا وہی تصور موجود ہے لیکن عملی حقائق کو پیش نظر رکھا جائے تو یہ کہنا پڑتا ہے کہ نہ تو سیکولر ریاست کلیۃً غیر جانبدار ہوتی ہے اور نہ ہی اسلامی ریاست۔ چونکہ دونوں ریاستوں کے پس پشت ایک بے حد توانا نظریہ کارفرما ہوتا ہے، اسی لئے دونوں ریاستیں ہی درحقیقت نظریاتی ریاستیں ہوتی ہیں۔ اور ایک نظریاتی ریاست کبھی بھی مکمل غیر جانبدار نہیں ہوسکتی اور نہ ہی اسے ہونا چاہئے۔ ایک اسلامی ریاست اسلام کی نظریاتی اَساس سے متصادم سرگرمیوں کی ہمیشہ حوصلہ شکنی کرے گی۔ ایک سیکولر ریاست اپنے شہریوں کو ساحل پر فطری لباس (ننگا پن) میں گھومنے کی توبخوشی اجازت دے دیتی ہے، مگر یہی ریاست سکول کی بچیوں کی سر پر سکارف اوڑھنے کی اجازت نہیں دیتی، فرانس اور مصر کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔ ترکی کی سیکولر ریاست شہوت انگیز موسیقی کی کھلم کھلا اجازت دیتی ہے، مگر وہ مساجد میں لاؤڈ سپیکر کے ذریعے اذان دینے کی اجازت نہیں دیتی۔ وہاں کے تعلیمی اداروں میں مذہب دشمن مضامین پڑھائے جاتے ہیں مگر دین کی تعلیم کی اجازت نہیں ہے۔ اور پھر

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ہمارے ہاں عزیز صدیقی صاحب جیسے سیکولر دانشور جو علم، آگہی اور عقلیت سے بھرپور مگر عصبیت سے خالی معاشرہ کا قیام چاہتے ہیں، وہ دینی مدارس پر پابندی لگانے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ وہاں ان کی 'روا داری' ایک عجیب تنگ نظری میں بدل جاتی ہے۔ وہ علم سے مراد صرف دنیاوی علوم لیتے ہیں۔ اگر عوام اپنی مرضی سے دینی علوم کا اہتمام کرنا چاہیں تو یہ اسے برداشت کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ المختصر سیکولر ریاست کی ''غیر جانبداری اور عدم مداخلت'' ایک ڈھونگ اور رلایعنی دعویٰ ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ فحاشی اور عریانی کے خاتمے کے لئے ریاستی مداخلت زیادہ قابل قبول ہے یا دینی مدارس کو ختم کرنے یا اسکارف پر پابندی لگانے کے لئے ریاستی مداخلت زیادہ بہتر ہے۔ اس بات کا فیصلہ ہر ذی شعور پاکستانی مسلمان خود کرسکتا ہے۔

اسلام اور سیکولرازم میں مشترک قدریں ڈھونڈنے کی کوشش

ہمارے ہاں ایک مخصوص طبقہ جو مذہب سے مکمل انکار نہیں کرتا، اسلام اور سیکولرازم کے درمیان عجب مشابہت کی تلاش میں سرگرداں رہتا ہے۔ چونکہ سیکولرازم کا ایک پہلو دنیوی اُمور کی انجام دہی بھی ہے اور اسلام دین و دنیا کی تفریق کا قائل نہیں ہے۔ لہٰذا یہ حضرات 'دنیاداری' کو اسلام اور سیکولرازم کے درمیانی قدرِ مشترک قرار دے کر اسلام اور سیکولرازم کے درمیان فرق کو مٹا دینا چاہتے ہیں اور پھر اس استدلال کے ذریعے بزعم خویش ثابت کرتے ہیں کہ اسلامی ریاست ہی سیکولر ریاست ہے۔

روزنامہ ڈان (۲۵؍جون ۲۰۰۰ء) میں کراچی کے پروفیسر سید جمیل واسطی کا ایک مفصل مکتوب، ''اسلام اور سیکولرازم'' کے عنوان سے چھپا ہے۔ موصوف رقم طراز ہیں:

''لفظ 'سیکولر' کا 'لادینی' ترجمہ کرنا درحقیقت اس لفظ کے اصل مطلب کو مسخ کرنے اور اس کی اہمیت کو کم کرنے کے مترادف ہے۔ اس لفظ کو اس کے اصل تاریخی تناظر سے الگ کرکے صحیح طور پر سمجھا نہیں جاسکتا۔ مسیحی مغرب میں دو متحارب قوتیں تھیں، یعنی چرچ اور ریاست، پوپ اور قیصر، جو ایک دوسرے پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے اکثر آپس میں لڑتی جھگڑتی رہتی تھیں۔

اسلام کے مذہبی اور سیاسی نظام میں، نہ تو کوئی چرچ ہے، نہ کوئی پوپ اور نہ ہی کسی قیصر (Emperor) کی گنجائش ہے۔ پہلے چار خلفاءِ راشدین نہ بادشاہ تھے، نہ ہی سلطان۔ سیکولر کا متضاد لفظ Theocratic (تھیاکریسی)، Monastic (راہبانہ) اور Clerical ہے، چونکہ اسلام میں کوئی چرچ نہیں ہے، نہ ہی کوئی راہبانہ سلسلہ ہے، اس لئے 'اسلامک' اور 'سیکولر' ریاست، دونوں اپنے شہریوں کو مذہبی آزادی دیتی ہیں۔ انہیں انسانی حقوق، آزادی، قانون و انصاف کی نگاہ ہی مساوات کی ضمانت دیتی ہیں، سیکولر کا مطلب ہے: دنیاوی اور مادّی اور اسلام ایک جامع مذہب کی حیثیت سے چونکہ دنیاوی معاملات و مفادات کا احاطہ بھی کرتا ہے لہٰذا یہ ایک سول (Civil) اور سیکولر مذہب ہے''

اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام دُنیوی اور اُخروی زندگی دونوں کے معاملات کا اِحاطہ کرتا ہے،

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اسلام میں دین و دنیا کی ثنویت نہیں ہے۔ اسلام جہاں اپنے پیروکاروں کو اُخروی زندگی کی تیاری کے لئے ہدایت کرتا ہے۔ وہاں انہیں یہ بھی ہدایت کرتا ہے کہ ''اس دنیا میں سے اپنا حصہ لینا نہ بھولو'' (القرآن) مگر سیکولرازم اور اسلام کی 'اپروچ' یکسر مختلف ہے۔ اسلام اُخروی و دنیوی زندگی میں توازن کا درس دیتا ہے، مگر سیکولرازم کے ہاں 'اخروی' معاملات کی سرے سے گنجائش ہی نہیں ہے۔ وہاں تو مقصود و مطلوب محض دنیاوی لذائذ ہیں۔ دنیاوی لذتوں کی طرف یکطرفہ رجحان خود غرضی، حرص اور مادّہ پرستی کے جذبات پروان چڑھتا ہے۔ سیکولرازم میں دنیا سے شدید رغبت اور آخرت سے عدم رغبتی کا تصور ملتا ہے۔ اسی لئے اسلام اور سیکولرازم میں ایک جزوی مماثلت کے باوجود دونوں کے نظریۂ حیات میں بہت فرق ہے۔ لہٰذا اسلام کا سیکولرازم سے موازنہ نہیں کیا جاسکتا۔ ''دنیویت'' سیکولرازم جیسی وسیع اصطلاح کا محض ایک پہلو ہے۔ اس اصطلاح کا غالب پہلو وہ ہے جسے ''لادینیت'' کہا جاتا ہے۔ پروفیسر جمیل واسطی صاحب جیسے افراد کی عیسائیت کے مقابلے میں اسلام کی برتری ظاہر کرنے کی یہ کاوش جتنی بھی نیک نیتی پر مبنی ہو، مگر اس کے مضمرات نہایت خطرناک ہوں گے۔ پاکستان میں بعض اشتراکی منکرین نے مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے ''اسلامک سوشلزم'' کی اصطلاح وضع کی۔ اسلام اور اشتراکیت کے درمیان انہوں نے بہت سے مشترک پہلوؤں کی نشاندہی بھی کی۔ ایک اور طبقہ جو یورپ کی جمہوریت سے بے حد متاثر ہے وہ اسلام اور جمہوریت کے درمیان اسی طرح مشترکہ نکات کو بیان کرکے ''اسلامک ڈیموکریسی'' جیسی اصطلاح کو رواج دینے میں مصروف رہتا ہے۔ مگر ایسا نہیں ہونا چاہئے کیونکہ اسلام، اسلام ہی ہے۔ اسے کسی سابقے یا لاحقے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر بقول واسطی صاحب اسلام ایک سیکولر مذہب ہے۔ تو پھر سیکولرازم کے نفاذ کا مطالبہ کیوں کیا جاتا ہے، سیدھے سبھاؤ اسلام کے نفاذ کا مطالبہ کیوں نہیں کیا جاتا؟ اس طرح کے التباس اور ابہام کو جان بوجھ کر کیوں پیدا کیا جاتا ہے۔

سیکولرازم کی مراد معین کرنے سے گریز

جناب تنویر قیصر شاہد اپنے مذکورہ کالم میں لکھتے ہیں:

''یہ ہماری کم علمی ہے یا حقیقت سے فرار کہ پاکستان میں سیکولرازم کے لفظ کی گالی تو آسانی سے دے دی جاتی ہے لیکن قانون یا پارلیمنٹ نے اس لفظ کی تشریح کی ہے، نہ اسے Define کیا ہے''

پاکستان کی پارلیمنٹ کی ''کوتاہیوں'' کا شمار کیا جائے تو ایک طویل فہرست مرتب ہوسکتی ہے، مگر موصوف کی اس ضمن میں خفگی بے جا ہے کیونکہ دنیا کی کسی پارلیمنٹ نے سیکولرازم کی تعریف کا تعین نہیں کیا، یہ کام وہاں کے ماہرین لسانیات اور دانشوروں نے انجام دیا ہے۔ پاکستان کے دانشور سخن سازیاں تو بہت کرتے ہیں مگر 'سیکولرازم' کو اپنی خواہش کے مطابق Define نہیں کرتے، مزید برآں ایک 'سیکولر' آدمی کو 'لادین' کہنا اسی طرح گالی نہیں ہے جس طرح ایک طوائف کو بدکارہ کہنا اور ایک کرپٹ آدمی کو

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

حرام خور کہنا گالی نہیں ہے۔ یہ حقیقتِ حال کا اظہار ہے۔ جو لوگ اسلام کے مقابلے میں پاکستان میں سیکولرازم لانا چاہتے ہیں، انہیں مسلمان عوام کو اس قدر تو اظہارِ رائے کی آزادی دینی چاہئے کہ وہ انہیں 'لادین' کہہ سکیں۔ ظاہر ہے کہ وہ انہیں ملک بدر کرنے سے تو رہے۔ اگر ایک سوشلسٹ ریاست میں سوشلزم کے مخالفوں کو ملک بدر کرنا غلط نہیں سمجھا جاتا تو ایک خالص اسلامی ریاست میں اس کے نظریاتی مخالفوں کو ملک بدر کرنا بھی غلط نہیں سمجھا جانا چاہئے۔ مگر ہمارے سرخ جنت کے پجاری جو بات سوویت یونین کے ضمن میں درست سمجھتے تھے، وہ پاکستان کے بارے میں غلط سمجھتے ہیں!!!

آخر میں ہم بے حد زور دے کر یہ کہنا چاہتے ہیں کہ سیکولرازم کا مطلب بلاشبہ اسلام دشمنی ہے۔ چونکہ پاکستان کی نظریاتی اساس اسلام ہے، ان معنوں میں اس کا دوسرا مطلب پاکستان دشمنی بھی ہے۔ اسلام اور پاکستان لازم وملزوم ہیں۔ اسلام ہی پاکستان کی اصل شناخت ہے، ورنہ اس کا وجود بے معنی ہے، اگر سیکولرازم کو ہی نافذ کرنا تھا تو پاکستان کے قیام کیلئے لاکھوں جانوں کی قربانی دینی کیا ضروری تھی؟

[دوسرا حصہ]

سیکولرازم: عیسائیت اور اسلام کے تناظر میں

آج کا ماڈرن، مغرب زدہ اور بزعم خویش لبرل مسلمان سیکولرازم کو جو بھی معنی پہنائے، اسلام اور سیکولرازم کے درمیان کسی قسم کی مطابقت پیدا کرنے کی کاوش صحرا میں سراب کو پانی سمجھ کر اپنے آپ کو ہلکان کرنے کے مترادف ہے۔ یہ لوگ بھی سمجھتے ہیں کہ اسلام اور سیکولرازم باہم مخالف اور متصادم نظام ہائے فکر ہیں، مگر وہ تلبیس کوشی کے پردے میں بات کرتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ انہوں نے اگر اسلام کی کھل کر مخالفت کی تو عوام کے شدید عتاب کا انہیں سامنا کرنا پڑے گا اور مغربی جمہوریت نے انہیں کچھ اور بات ذہن نشین کرائی ہو یا نہیں، البتہ انہیں جمہوریت کے رَٹو طوطے ضرور بنا دیا ہے، وہ جمہوریت اور عوام کا راگ اُلاپتے رہتے ہیں۔ وہ عوام کو اپنے فکری اِلحاد میں رنگنا چاہتے ہیں، مگر اس باغیانہ تبلیغ کے لئے جو اخلاقی جراءت درکار ہے، اس سے ان کا دامن دِل تہی خاطر ہے۔

اسلام اور مغرب کے سیاسی تصورات کے درمیان اُصولی، کلیدی اور بنیادی فرق ہی یہ ہے کہ اِسلام، چرچ اور ریاست یا زیادہ بہتر الفاظ میں دین وسیاست کا سرے سے قائل ہی نہیں ہے۔ اسلام کے اندر پوپ اور قیصر کی تفریق نہیں ہے۔ خلفاءِ راشدین سے لے کر خاندانِ بنواُمیہ، خاندانِ بنوعباسیہ، عثمانی سلطنت و مابعد اِسلامی تاریخ کا کوئی بھی دور ایسا نہیں ہے جہاں پوپ اور قیصر یا کسی مذہبی پنڈت اور خلیفہ کے درمیان کوئی تصادم یا باقاعدہ محاذ آرائی کی صورت نظر آتی ہو۔ اسلامی تہذیب وتمدن کلیسا جیسے کڑی درجہ بندی پر مشتمل اِدارے کے وجود تک سے ناآشنا ہے۔ جبکہ مسیحی یورپ کی پوری تاریخ میں کلیسا نے اہم ترین ادارے کا کردار اَدا کیا ہے۔ یورپ کے قرونِ وسطیٰ کی کئی صدیاں تو ایسی ہیں کہ جس میں قیصر کا

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اقتدار تو برائے نام رہ گیا تھا، اصل اقتدار کا مالک کلیسا یا پوپ ہی تھا۔ قیصر سیاسی حکمران ہونے کے باوجود عملاً پوپ کا ماتحت ہی تھا۔ پوپ کی خوشنودی کا حصول مسیحی حکمرانوں کے سیاسی وجود کو برقرار رکھنے کے لئے ناگزیر تھا۔ مگر دوسری طرف اسلامی تاریخ کو ہم دیکھتے ہیں تو ہمیں یہ تعجب ہوتا ہے کہ اسلامی تاریخ کے متقی ترین افراد کو خلیفہ وقت کی طرف سے کوڑوں کی ذلت آمیز سزاؤں سے دوچار کیا جاتا ہے کہ انہوں نے خلیفہ کی طرف سے ملازمت کی پیشکش کو ٹھکرا دیا تھا۔ امام احمد بن حنبلؒ، امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ جیسے جلیل القدر ائمہ کرام نے اس ضمن میں عزیمت کی جو داستانیں رقم کی ہیں، اسلامی تاریخ ان پر ہمیشہ ناز کرتی رہے گی۔ دوسری جانب کلیسا کی تاریخ کا ایک ایک ورق گواہی دے رہا ہے کہ پوپ اور اس کے حواری مجسٹریٹ جیسی معمولی آسامی کے لئے حکمرانِ وقت سے تصادم اور جنگ وجدل کرتے رہے ہیں۔

اسلام اور عیسائیت کے درمیان دوسرا اہم ترین فرق یہ ہے کہ عیسائیت میں تقویٰ اور تدین کی معراج یہ ہے کہ انسان دنیا سے کنارہ کشی اختیار کرکے جنگل میں ڈیرے ڈال لے اور دنیاوی نعمتوں کو اپنے اوپر حرام کرلے۔ کلیسا کی اس غیر فطری روش کا نتیجہ ہی تھا کہ مسیحی پادریوں کے لئے عورت سے نکاح کرنا ممنوع قرار دیا گیا۔ مگر اسلام اپنے پیروکاروں کو دنیا میں رہتے ہوئے تزکیہ نفس اور پاکیزہ زندگی گزارنے کی ہدایت کرتا ہے۔ پیغمبر اسلام، محسن انسانیت حضور اکرم ﷺ کا معروف ارشادِ گرامی ہے کہ:
''اسلام میں کوئی رہبانیت نہیں ہے''

گذشتہ سطور میں ہم دیکھ چکے ہیں کہ مغرب میں سیکولرازم کے نظریے کی ابتدا ہی اس تصور سے ہوئی کہ وہاں کے بعض مفکرین نے روحانی معاملات سے ہٹ کر دنیاوی معاملات کی طرف توجہ مبذول کرانے کی کوشش کی۔ اسلام کے اندر نماز، روزے کی طرح اپنے بچوں کے لئے رزقِ حلال کی کوشش کو بھی عبادت قرار دیا گیا ہے۔ کلیسا نے عورت کو چھونا حرام قرار دیا تھا مگر اسلام نے اپنی زوجہ سے صنفی مواصلت کو صدقہ اور باعث اجر قرار دیا، قرآنِ مجید میں واضح حکم دیا گیا ہے:

﴿وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا﴾ یعنی ''دنیا سے اپنا حصہ لینا نہ بھولو''

جہاں تک چرچ اور ریاست کے درمیان تفریق کی بات ہے، یہ تصور مغرب کے سیکولر دانشوروں کے ذہن کی تخلیق نہیں ہے۔ خود عیسائیت کی بنیادی تعلیمات میں دین و سیاست کی تفریق کی واضح تعلیم موجود ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کا اُسلوب اور منہج اَخلاقی ہے، اسی لئے انہوں نے برملا یہ اعلان کیا کہ وہ شریعت موسوی کی پابندی کرتے ہیں۔ شریعت یعنی نظامِ عمل یا طریقہ کار کے بغیر ریاستی نظم ونسق نہیں چلایا جاسکتا۔ اَخلاقی تعلیمات کے مقابلے میں شریعت کی خصوصیت اس کا قانونی پہلو اور محکم ضابطوں کا وجود ہے۔ جسے معاشرے میں عدل وانصاف کے قیام کے لئے نافذ کرنا ضروری ہوتا ہے۔ چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نئی شریعت نہیں لائے تھے، اسی لئے انہوں نے حکومت کرنے کی خواہش کا

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اِظہار یا جدوجہد کبھی نہیں کی۔ لیکن اسلام اور شارعِ اسلام کا معاملہ یکسر مختلف ہے۔ اسلام مجرد اَخلاقی تعلیمات کا مجموعہ نہیں ہے۔ اسلام ہر اعتبار سے مکمل ضابطہ حیات ہے جو اِنسانی زندگی کے تمام پہلوؤں بالخصوص سیاسی پہلو کے متعلق واضح ہدایات دیتا ہے۔ اسلام کا نظامِ حیات ایک قوت نافذہ کا متقاضی ہے۔ اسلامی شریعت سماجی عدل کے قیام کے لئے اسلامی ریاست کے قیام کو ناگزیر سمجھتی ہے۔ انجیل میں واضح طور پر یہ الفاظ ملتے ہیں: "جو قیصر کا ہے وہ قیصر کو دو اور جو خدا کا ہے وہ خدا کو دو" حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے منسوب یہ جملہ اپنی روح کے اعتبار سے دین و دنیا کی اِسی تفریق کا اعلان ہے جو سیکولرازم کی اَساس ہے۔ یورپ کی موجودہ سلطنتیں اسی تصور پر قائم ہوئی ہیں۔ یہ تصور چونکہ عیسائیت اور سیکولرازم دونوں میں مشترک ہے لہٰذا مغرب میں اس نظریے کو جو والہانہ پذیرائی میسر آئی ہے وہ زیادہ تعجب انگیز نہیں ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ سلطنت اور دین کی تفریق کا یہ نظریہ جدید سیکولر مغرب کا "متفقہ مذہب" ہے تو مبالغہ نہ ہوگا۔ مگر یہ تصور اسلام کے اَساسی نظریات کے صریحاً منافی ہے۔ سید سلیمان ندوی اسلام میں دین و دنیا کی وحدت کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اسلام دین و دنیا اور جنتِ ارضی اور جنتِ سماوی اور آسمانی بادشاہی اور زمین کی خلافت دونوں کی دعوت لے کر اوّل ہی روز سے پیدا ہوا۔ اس کے نزدیک عیسائیوں کی طرح خدا اور قیصر دو نہیں، ایک ہی شہنشاہ علی الاطلاق ہے جس کی حدودِ حکومت میں نہ کوئی قیصر ہے اور نہ کوئی کسریٰ۔ اسی کا حکم عرش سے فرش تک اور آسمان سے زمین تک جاری ہے، وہی آسمان پر حکمران ہے، وہی زمین پر فرماں روا ہے" (سیرت النبیؐ: جلد ہفتم، صفحہ نمبر ۴۵)

ایک اور مقام پر سید سلیمان ندوی اسی بات کو بے حد خوبصورت پیرائے میں بیان فرماتے ہیں:

"اسلامی سلطنت ایسی سلطنت ہے جو ہمہ تن دین ہے یا ایسا دین ہے جو سرتا پا سلطنت ہے مگر سلطنتِ الٰہی کے اِجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اس سلطنتِ الٰہی میں قیصر کا وجود نہیں۔ اس میں ایک ہی حاکم اعلیٰ و آمر مانا گیا ہے۔ وہ حاکم علی الاطلاق اور شہنشاہ قادر مطلق اللہ تعالیٰ ہے۔ آنحضرت ا اس دین کے سب سے آخری نبی اور پیغمبر تھے اور وہی اس سلطنت کے سب سے پہلے امیر، حاکم اور فرماں روا تھے۔ آپ کے احکام کی بجا آوری عین احکام خداوندی کی بجا آوری ہے۔ "جس نے رسولؐ کی اطاعت کی، اس نے خدا کی اطاعت کی" النساء: آیت ۸ (ایضاً،ص ۱۱۰)

اسلامی تاریخ کا شاید ہی کوئی نامور مصنف ہو جس نے اسلام اور مسیحیت کے اس اُصولی فرق کی نشاندہی نہ کی ہو۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے "حجۃ اللہ البالغہ" میں اس موضوع پر مفصل بحث کی ہے۔ انہوں نے لکھا ہے:

"کسی بھی پیغمبر نے رہبانیت کی تعلیم نہیں دی، اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اس سے حاصل نہیں ہوتی کہ آدمی تمدن کے معاملاتی حصے میں بعض طبائع کی خودغرضی اور فساد سے بیزار ہو کر اس سے علیحدگی

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اختیار کرلے۔ جنہوں نے لوگوں سے میل جول رکھنے اور خیروشر میں ان کے شریک حال رہنے سے قطعاً علیحدگی اختیار کرکے پہاڑوں کی کھوؤں اور خانقاہوں کے تنگ وتاریک حجروں میں جاکر پناہ لی اور وحشیانہ زندگی بسر کرنا انہوں نے اختیار کرلیا، ان کی یہ ادا حق سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں ہرگز پسندیدہ نہیں''

جدید اسلامی دنیا کے نامور مفکر، مصر کے علامہ یوسف القرضاوی سیکولرازم اور اسلام کا موازنہ کرتے ہوئے نہایت بلیغ اور مؤثر پیرائے میں ارشاد فرماتے ہیں:

''اسلام میں سرے سے اِنسانی زندگی کے معاملات کی یہ تقسیم ہی نہیں کہ زندگی کے یہ اُمور دینی ہیں اور یہ غیر دینی۔ دین ودنیا کی تقسیم ہی غیر اسلامی، اور مسیحی مغرب سے درآمد شدہ ہے اور جو ہمارے معاشرے میں بعض اداروں اور لوگوں کے بارے میں دینی اور غیر دینی (سیکولر) کے اَلفاظ استعمال ہوتے ہیں، اس تقسیم کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے...... اسلامی نظامِ حیات میں زندگی کے یہ دو حصے کبھی نہیں رہے اور دین ودنیا کی تفریق کبھی قائم نہیں ہوتی۔ اسلام اس دین سے آشنا نہیں جو سیاست سے عاری ہو اور اس سیاست کو تسلیم نہیں کرتا جو دین سے خالی ہو۔ اسلام میں انسانی زندگی کے تمام پہلو اس طرح باہم مربوط اور دوش بدوش رہے ہیں جس طرح جسم وجان کا رشتہ باہم مربوط ہے۔ اس لئے اسلام کی نظر میں دین اور علم، دین اور دنیا، دین اور حکومت، ہر رشتہ مربوط، غیر منفصل اور کبھی نہ جدا ہونے والا ہے'' (''سیکولرازم اور اسلام'' صفحہ ۵۳، اُردو ترجمہ: ساجد الرحمن صدیقی)

یورپ کی جدید تہذیب عدمِ توازن کا شکار ہے۔ قدیم یورپ ایک انتہا پر تھا تو جدید یورپ ایک دوسری انتہا پر پہنچ گیا ہے۔ قدیم یورپ میں عورت کو پاپ کی گٹھڑی اور غلیظ مخلوق سمجھا جاتا تھا، اُسے جائیداد میں سرے سے کوئی شراکت حاصل نہ تھی۔ اس کا اپنا کوئی تشخص نہ تھا، مگر جدید یورپ میں عورت کو اس قدر آزادی دی گئی ہے کہ عملاً وہ کوئی بھی پابندی قبول کرنے کو تیار نہیں ہے۔ عورتوں کی ہم جنس پرستی اور اسقاطِ حمل کے حق کو حال ہی میں اقوام متحدہ کی بیجنگ پلس فائیو کانفرنس میں ''بنیادی انسانی حقوق'' کے طور پر اَقوامِ عالم سے تسلیم کرانے کی کوشش کی گئی۔ قرونِ وسطیٰ کے یورپ میں فرد کو کسی قسم کے حقوق حاصل نہ تھے۔ حکمرانوں کو خدائی حقوق کے نام پر جابرانہ اختیارات حاصل تھے، آج فرد کی آزادیوں کے مقابلے میں معاشرے کے حقوق نہ ہونے کے برابر ہیں۔ قدیم یورپ میں جائیداد کی ملکیت پر غاصبانہ قبضہ کی صورت میں جاگیرداری نظام رائج تھا، اس کے ردّعمل میں جب اشتراکیت کا نظام سامنے لایا گیا تو اس میں ذاتی جائیداد کے حق کا سرے سے ہی انکار کردیا گیا۔ قدیم یورپ میں کلیسا کو اس قدر اختیارات حاصل تھے کہ اُمورِ ریاست کا کوئی بھی معاملہ کلیسا کی رضا جوئی کے بغیر جائز تسلیم نہیں کیا جاتا تھا۔ کلیسا جسے چاہتا تھا جائز قرار دیتا اور جسے چاہتا ناجائز اور کافرانہ قرار دے کر مسترد کردیتا۔ جدید یورپ سیکولرازم کا حامی ہے جس میں مذہب کو کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ سیکولرازم کے تصور سے پہلے دنیاوی زندگی سے متمتع

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ہونا ایک گناہ کی بات تصور کی جاتی تھی۔ معمولی نعمتوں سے بہرہ ور ہونا بھی عاصیانہ عیش پرستی کے زمرے میں شمار ہوتا تھا، مگر اس کا ردّعمل یہ ہے کہ آج کا سیکولر یورپ اُخروی زندگی کے تصور سے ہی بیزار ہے۔ آج کا مغربی انسان اس دنیا کی لذتوں سے حریصانہ طور پر لذت اندوز ہونے کو ہی زندگی کا نصب العین سمجھتا ہے۔ گویا پہلے اگر دنیاوی معاملات کے متعلق تفریط تھی تو آج اِفراط کی اجارہ داری ہے۔

اسلامی نظام میں دین و دنیا کے درمیان حسن توازن قائم کیا گیا ہے۔ اسلام دنیا سے مکمل بے رغبتی کا پرچار نہیں کرتا اور نہ ہی دنیاوی لذتوں میں غرق ہوکر اُخروی زندگی کو یکسر بھلا دینے کو قابل تحسین سمجھتا ہے۔ اردو دائرۂ معارف اسلامیہ کے مضمون نگار کے مطابق

> ''قرآنِ مجید میں دنیا کا لفظ ایک سو پندرہ مرتبہ آیا ہے اور اکثر آخرت کے مقابلے پر آیا ہے۔ قرآن کی رو سے دنیا اور آخرت دونوں کائنات کی حقیقت میں شامل ہیں اور ایک مؤمن سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ ان دونوں کی فلاح و سعادت کے لئے کوشاں ہو، خدا پرستی اور دین داری، دنیوی معیشت اور ترقی کے خلاف نہیں، اسی لئے ﴿رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً﴾ ''یعنی اے ربّ! ہمیں دنیا اور آخرت میں بھلائی عطا فرما'' (البقرۃ:۲۰۱) کی دعا سکھائی گئی ہے جس میں دنیا و آخرت دونوں کی بہتری کے حصول کی اِلتجا کی گئی ہے۔ قرآنِ مجید میں حج کے اُحکام کے سلسلے میں حکم ہوا: ''اس میں تمہارے لئے کوئی گناہ نہیں کہ (اعمالِ حج کے ساتھ) تم اپنے پروردگار کے فضل کی تلاش میں بھی رہو۔ البتہ ایسا نہ کرنا چاہئے کہ کاروبارِ دنیوی کے انہماک کی وجہ سے حج کے اوقات و اَعمال سے بے پروا ہوجاؤ'' (البقرۃ:۱۹۸)۔ لیکن اسلام میں اس امر کی ممانعت ہے کہ صرف دنیا کو عین مقصود سمجھ لیا جائے اور آخرت کا انکار یا اس سے قطع نظر ہوجائے۔ قرآنِ مجید میں ارشادِ خداوندی ہے: ''کیا تم آخرت کے مقابلے میں حیاتِ دنیوی کو پسند کرنے لگے ہو'' (التوبہ:۳۸)

ان ارشاداتِ ربانی سے معلوم ہوا کہ دین اسلام دنیا کا مخالف نہیں بلکہ اس دنیا پرستی کا مخالف ہے جو انسان کو خدا پرستی، نیکی اور جزا و سزا کے عقیدے سے غافل کردیتی ہے۔ دوسری تیسری صدی ہجری میں زُہد و تصوف کے کچھ مسالک ظہور میں آئے، جن کے زیراثر ترکِ دنیا اور ترکِ سعی کی تلقین ہوئی، لیکن یہ انتہا پسند صوفیوں اور زاہدوں کا مسلک تھا۔ جن معتدل صوفیا کی نظر روحِ شریعت پر رہی، انہوں نے بری دنیا داری سے بچنے کی تلقین کرنے کے ساتھ ساتھ کسبِ معاش اور سعی و عمل کو ضروری قرار دیا ہے۔ جمہور اکابر علماء اور حکماءِ اسلام نے زندگی کو ایک معرکۂ عمل قرار دیا ہے اور اس سے فرار کا سبق نہیں سکھایا۔ علامہ ابن خلدون نے اپنے 'مقدمہ' میں دنیا کو آخرت کی تجربہ گاہ قرار دے کر اس میں حسن زندگی کو انسان کا فطری تقاضا اور اس کا کمال ظاہر کیا ہے۔ مفکر اسلام حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی نے دنیوی زندگی کو آخرت سے وابستہ کرنے کی حکمت یہ بتائی ہے کہ اعمالِ انسانی کے لئے ایک ایسا اَخلاقی معیار مہیا ہوجائے جو مثالی ہو۔ ابن مسکویہ اور امام غزالی نے سعادت کو دُنیوی زندگی کا نصب العین قرار دیا ہے۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اس دور میں مغرب کی مادّیت (Materialism) اور دنیویت (Secularism) کے نظریات بھی ایک چیلنج کے طور پر سامنے آئے ہیں۔ ان سے نئے مصنفوں کا ایک طبقہ متاثر بھی ہوا۔ چنانچہ ترکی، شام، مصر اور ہندوستان میں ایک مؤثر اقلیت دین اور دنیا (مذہب اور سیاست) کو جدا جدا شعبے قرار دینے لگی، لیکن روایت سے وابستہ دینی نقادوں اور مفکروں کی اکثریت اس پر قائم ہے کہ اسلام میں دین اور دنیا دونوں ایک کلی حقیقت کے طور پر یکجا ہیں اور دونوں ایک عظیم مقصد کے تحت لازمی ہیں۔ ان نقادوں میں علامہ شبلی نعمانی، علامہ اقبال، ابوالکلام آزاد، سید سلیمان ندوی، مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی وغیرہ شامل ہیں۔ علماءِ عرب میں مفتی محمد عبدہ، الاستاذ عبدالعزیز شاویش، علامہ رشید رضا، سید قطب شہید وغیرہ نے اسی خیال کا اظہار کیا ہے"

(ماخوذ از اردو دائرہ معارف اسلامیہ: صفحہ ۴۴۳ تا ۴۴۶)

ہمارے نام نہاد لبرل دانشوروں نے روسو، والٹیر، ہیوگو، جان لاک، ہابز، جان اسٹارٹ مل، کارل مارکس، فریڈرک انجلز، ماؤزے تنگ، لینن اور یورپی مستشرقین کو تو بہت پڑھ رکھا ہے مگر انہوں نے کبھی اسلام کے صحیح معنوں میں مفکرین اور مؤرخین کو نہیں پڑھا۔ ان میں سے شاید ہی کسی نے امام غزالی، شاہ ولی اللہ، حافظ ابن قیم، امام ابن تیمیہ، امام شاطبی، حافظ ابن حجر، الماوردی، ابن خلدون، ابن الخطیب، علامہ ابن حزم، نظام الملک طوسی، شعیب ارسلان جیسے نابغہ ہائے عصر کو کبھی پڑھنے کی زحمت گوارا کی ہو، ان کا اسلام کے متعلق مبلغ علم بس اتنا ہے جتنا کہ یورپی مستشرقین کی تحریروں میں وہ دیکھ لیتے ہیں۔ وہ اسلام کو اسلام کے اصل ماخذوں کی بجائے یورپی متعصب مصنفین کی تحریروں کے ذریعے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں کیونکہ عربی زبان سے وہ واقف نہیں ہیں اور اردو زبان سے واقف ہونے کے باوجود اسے "منہ نہیں لگانا" چاہتے کہ اس طرح ان کی دانشوری ترقی پسندی سے پھسل کر رجعت پسندی کے گڑھے میں گر سکتی ہے۔ اگر کبھی قرآن و سنت کے بنیادی ماخذوں کے متعلق ان میں سے بعض کا میلان پیدا بھی ہوتا ہے، تو وہ یہ مطالعہ اس نیت سے کرتے ہیں کہ انہیں ایسا مواد مل جائے جس سے ان کی "روشن خیالی" اور "ترقی پسندی" کی تائید ہوتی ہو۔ وہ اسلام کی روشنی میں مغربی افکار کو جانچنے کا میلان نہیں رکھتے، ان کی فکری تگ و دو ساری اس نکتے کے گرد گھومتی ہے کہ کس طرح اسلام کو مغربی افکار کا لبادہ اوڑھ کر دنیا کو اسے 'ماڈرن' بنا کر دکھایا جائے۔ علامہ یوسف القرضاوی اپنی مشہور کتاب "سیکولرازم اور اسلام" میں سیکولر دانشوروں کی اسی نفسیات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"لادینیت کے داعی حضرات علی الاعلان اس صاف ستھرے اسلام پر تو اعتراض کرنے کی ہمت نہیں رکھتے، البتہ انہوں نے اپنا ایک الگ اسلام اختراع کر لیا ہے اور اسے وہ ہم پر زبردستی تھوپنا چاہتے ہیں۔ ان کا اسلام اس اسلام سے قطعی مختلف ہے جو اللہ کی کتاب قرآن پاک میں موجود ہے۔ جو اسلام قرآنِ مجید میں محفوظ ہے یہی حقیقی اسلام ہے، یہی حقیقی اسلام ہے، حضور اکرم ﷺ اسی اسلام کو لے کر مبعوث ہوئے تھے، اسی کی جانب آپؐ نے لوگوں کو دعوت دی تھی۔ یہی وہ

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اسلام ہے جسے خلفاءِ راشدین نے عملاً نافذ کیا اور جس کی توضیح وتشریح ائمہ محدثین اور مفسرین نے کی ہے۔ لیکن اسلام سے لادینیت پسندوں کی مراد ایسا اسلام ہے جن پر وہ ان غلطیوں کا بوجھ لاد سکیں جو تاریخ میں مسلمانوں سے سرزد ہوئی ہیں۔ وہ اسلام کی وہی تصویر پیش کرتے ہیں جو انہوں نے خود بتائی ہے یا ان کے پیش رو مستشرقین اور مسیحی مشنریوں نے تیار کی ہے'' (صفحہ ۳۰)

جدید یورپ کے نامور شہرۂ آفاق فلسفیوں اور مؤرخین مثلاً ٹائن بی، جی ایچ ویلز، ول ڈیورانٹ اور پروفیسر ولفریڈ کینٹ، ول اسمتھ بھی اقرار کرتے ہیں کہ مغرب کی تہذیبی روایات کا سرچشمہ صہیونی مسیحی (Judeo Christian) اور یونان وروم کی میراث ہے۔ شاید پاکستان کے لبرل ازم کے پجاریوں کو بھی اس حقیقت سے انکار نہ ہو، مگر ان کا طرزِ عمل اس کے بالکل برعکس ہے۔ وہ مسیحی یورپ کے تہذیبی اقدار، ان کے لادینی مزاج، ان کے کلیسا کے کردار، ان کے ثقافتی ارتقاء کے اہم عوامل، ان کی تہذیب میں مسیحی صہیونی اثرات وغیرہ جیسے عناصر اور ان کے مخصوص تاریخی پس منظر کا لحاظ کئے بغیر تہذیب مغرب کو پاکستانی معاشرے پر مسلط کرنا چاہتے ہیں۔ ان کے قول وفعل میں تضاد اور ان کے معیارات دوہرے ہیں۔ وہ پاکستان اور مغرب کا جب بھی موازنہ کریں گے، پاکستان کو ایک وحشی تمدن کا نمونہ ظاہر کرنے میں کوئی ابلاغی کسر اُٹھا نہیں رکھیں گے۔ انہیں پاکستان اور جدید مغرب کے اداروں میں کسی قسم کی کوئی قدرِ مشترک نظر نہیں آئے گی۔ مگر اس کے باوجود وہ پاکستانیوں کو گھسیٹ کر تہذیبِ مغرب کے گڑھے میں دھکیلنے کے لئے بے چین ہیں۔ یہی منافق لبرل دانشور ہی ہیں جنہوں نے پاکستان میں پانچ اقلیتوں کا شرانگیز نظریہ گھڑا ہوا ہے۔ انہیں صوبہ پنجاب کے ہی دو علاقوں ملتان اور لاہور کی تہذیب وکلچر میں اس قدر معرکۃ الآراء فرق نظر آتا ہے کہ یہ سرائیکی صوبہ کے قیام کے نعرے لگاتے ہیں۔ یہ بلوچستان، سندھ، سرحد اور پنجاب کا موازنہ اس طرح کرتے ہیں کہ یوں لگتا ہے کہ چار مختلف ممالک کا تذکرہ کیا جارہا ہو۔ اسی صوبائی تعصب کو ہوا دینا ہی ان کی سیاست کا ایک اہم اُصول ہے۔ مگر وہ اس اُصول پر قائم نہیں رہتے۔ جب یہ مغربی تہذیب اور سیکولرازم کو پاکستان میں نافذ کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں تو انہیں پاکستان اور سکینڈے نیویا کی ننگ دھڑنگ اور یورپ کی ملحدانہ تہذیب اور روس جیسے خنک علاقے کے کلچر اور پاکستانی معاشرے میں بالکل کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ یہاں پاکستانی کلچر کے تشخص سے ہی یہ اِنکار کرتے ہیں۔ اگر ان آزادیٔ ضمیر کے اَن تھک منادوں کا ضمیر اگر زندہ ہوتا تو شاید پاکستان اور یورپ کے درمیان ثقافتی فرق کا اِدراک کوئی مشکل اَمر نہیں تھا۔ اور شاید سیکولرازم کی بات کرتے ہوئے انہیں اپنے ہی ضمیر کے طمانچوں کا سامنا کرنا پڑتا۔ مگر یہ بات تو زندہ ضمیر لوگوں کی ہے!!

تحریکِ پاکستان کے نامور محقق ومؤرخ پروفیسر شریف المجاہد پاکستان کے مذہب بیزار سیکولر افراد کی اسلامی تعلیمات کے متعلق لاعلمی اور مذہب سے ان کی نفرت کے بارے میں بے حد افسردہ دلی کے

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

انداز میں اپنے تحقیقی مقالہ ''پاکستان میں نارواداری'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''بدقسمتی سے آزاد خیال افراد اور حقوقِ انسانی کے مبلغ، اسلام بلکہ سرے سے مذہب کے بارے میں ہی ایک مسخ شدہ تصور رکھتے ہیں، اور اس کی وجہ اسلام سے ان کی ناواقفیت ہے۔ اب سے پہلے جو تجدد پسند گذرے ہیں، اگر یہ لوگ انہی کی طرح اسلام کے تاریخی ورثے اور اسلامی تعلیمات سے آگاہ ہوتے تو انہیں اندازہ ہوتا کہ وہ اسلام کی اس تفسیر سے جو خمینی نے کی ہے، بہت دور ہیں۔ اس کی بجائے اسلام کا ایک انسانی پہلو ہے''

پروفیسر شریف المجاہد اِن لبرل حضرات کو مشورہ دیتے ہیں:

''اسلام سے (اگر وہ اس کی مخالفت نہیں کرتے تو بھی) اجتناب برتنے اور اسے نظر انداز کرنے کی بجائے، آزاد خیال عناصر اور انسانی حقوق کے مبلغین کے حق میں اچھا ہوگا اگر وہ ڈاکٹر فضل الرحمٰن کی دو مطبوعات ''قرآن کے مفاہیم'' اور ''اسلام اور تجدد'' کا مطالعہ کرلیں اور ان کی باتوں پر دھیان دیں۔ اس مطالعے سے انہیں معلوم ہوگا کہ وہ جن اَقدار (انسان دوستی، رواداری) کے دعویدار ہیں اور جن کی تبلیغ کررہے ہیں، وہ عمومی انداز میں اسلامی تعلیمات کے اندر ہی موجود ہیں''

وہ مزید لکھتے ہیں:

''یہ آزاد خیال لوگ اگر اسلام کو محض چند رسوم کا مجموعہ یا محض اوامر ونواہی کی دستاویز سمجھتے ہیں اور خود کو اپنی تاویلات تک محدود رکھتے ہیں یا اسے ردّ کردیتے ہیں، تو وہ ان اُصولوں سے بھی بے انصافی کررہے ہیں جنہیں وہ بے حد عزیز رکھتے ہیں اور اسلام سے بھی انصاف نہیں کرتے۔ پاکستانی معاشرے کی خصوصیات کے پیش نظر اور عام لوگوں کے مزاج کو سمجھتے ہوئے ان لوگوں کو چاہئے کہ اسلام سے شناسائی پیدا کریں اور اس کے فلسفے کو اور اس کے بنیادی اُصولوں کو سمجھیں، بشرطیکہ وہ معاشرے کی تعمیر میں کوئی کردار ادا کرنا چاہتے ہوں۔ بیرونی اَقدار کو ملک کے اندر درآمد کرنے یا انہیں اس طرح پیش کرنے سے کہ گویا وہ مغرب کے تجربوں سے اَخذ کی گئی ہیں، مغرب کی تعلیم یافتہ اَشرافیہ کے دلوں میں تو ہمدردی کے جذبات پیدا کئے جاسکتے ہیں، لیکن ناخواندہ اور نیم خواندہ عوام کے لئے، ایسی باتیں کوئی معنی نہیں رکھتیں۔ حاصل کلام یہ ہے کہ پاکستان کے روشن خیال عناصر اور حقوقِ انسانی کے علمبردار اسلامی ثقافت کو قبول کرنے میں آنا کانی نہ کریں۔ وقت آگیا ہے کہ وہ اپنے ذہنی تحفظات اور تعصبات سے جان چھڑائیں''

پروفیسر شریف المجاہد صاحب نے مندرجہ بالا سطور میں پاکستانی کے نام نہاد روشن خیال اور لادین عناصر کو پاکستانی کلچر کے سانچے کو قبول کرنے کا مشورہ دیا ہے۔ حضرت علامہ اقبالؒ نے بالکل یہی بات اپنے اس الہامی مصرعے میں فرمائی تھی ؎

خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمیؐ

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ